عہدِ نبوی ﷺ میں حفاظتِ حدیث کا اہتمام

عابدہ حیات☆

Abstract:

"The Completion and protection of the collection of the Prophetic words (احادیث نبویہ ﷺ) is the most sensitive science of Islamic teachings. It was basic important thing to bifurcate the Hadith from Qur'anic text and to protect it in right perspective. So the Prophet MUHAMMAD (ﷺ) gave special attention towards this matter and taught and trained his companions (صحابہ کرامؓ) for this noble cause. They were taught to protect the Hadith by writing and learning by heart with full devotion. The companions did the task accordingly without any missing. This is the unprecedented pride of Muslim Ummah that the unique technique was introduced to scrutinize the narrators of Hadith Called "فن اسماء الرجال". It had no purpose but to keep Ahadith safe and sound in every respect. It is so vibrant and transparent that the non Muslim scholars also pay homage to this achievement. So there is no doubt that special care has been observed to keep up the real spirit of the topic."

شریعتِ اسلامیہ کی اصطلاح میں حدیث سے مراد قرآن کے علاوہ نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے صادر ہونے والے کلمات اور ذاتِ اقدس سے انجام پانے والے اعمال ہیں۔ کسی معاملے میں آپ ﷺ کا سکوت بھی حدیث کے مفہوم میں داخل ہے جس سے اس معاملے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ امتِ محمدیہ پر زندگی کے ہر معاملے میں اطاعتِ رسول ﷺ کو لازم ٹھہرایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور سیرتِ طیبہ ہی قرآن حکیم کی صحیح ترین تفسیر ہے جو

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد

تقاضائے فہم قرآن کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے۔

بذاتِ خود قرآن اس امر پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ"(۱)

ترجمہ: (مومنو! اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب امر لوگوں کی، پھر اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف ہوجائے تو اُسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو)

"فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"(۲)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ! آپ کے رب کی قسم! لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک وہ اپنے باہمی تنازعات میں آپ کے فیصلے کو آخری فیصلے کے طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ پھر آپ کے فیصلے پر دل میں کوئی اضطراب نہیں رکھتے۔ اس طرح کہ جیسا تسلیم کرنے کا حق ہے)

"وَمَاۤ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"(۳)

ترجمہ: (اللہ کا رسول ؐ جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اُس سے رک جاؤ)

اِسی طرح ایسے بہت سے مقاماتِ قرآنی پر بھی اس عنوان کو واضح کیا گیا ہے۔ گویا اسلامی نکتہ نظر سے حدیثِ نبوی ﷺ کی اہمیت و حجیت کسی تعارف کا محتاج عنوان نہیں۔ اِس سے حفاظتِ حدیث کے عنوان کی اہمیت بھی عیاں ہوجاتی ہے۔ قرآن اور حدیث مل کر شریعتِ اسلامیہ کا بنیادی ماخذ قرار پاتے ہیں۔ دونوں کی حفاظت شریعت کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہ حفاظت بہت مہتمم بالشان ہے جو ایک معجزہ ہے۔ اِس میں اللہ کی مشیت کارفرما ہے۔ جس طرح حفاظتِ قرآن کے حوالے سے فرمایا گیا کہ:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"(۴)

ترجمہ: (بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)

اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ اِس کا اہتمام کچھ اس انداز سے ہوا کہ صدیاں گزر گئیں مگر قرآن حرف بحرف محفوظ ہے۔

اِسی طرح رسول ﷺ کی اِطاعت و اتباع کو لازم ٹھہرایا اور علم سیرت و اُسوہ کو عالم انسانیت کے لیے بہترین نمونہ عمل (اُسوۂ حسنہ) قرار دینا اصل میں حدیث کے محفوظ کیے جانے کی طرف بھی بلیغ اشارہ ہے کیونکہ پیروی کے لیے نمونۂ عمل کا محفوظ ہونا ناگزیر ہے۔

قرآن کے علاوہ اور اس کے ساتھ ساتھ حدیثِ نبوی ﷺ بھی وحی الٰہی ہی کی ایک شکل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ قرآن وہ وحی ہے جو بذریعہ فرشتہ جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئی جبکہ حدیث کے

سلسلے میں فرشتے کا واسطہ نہیں ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ کے وحی الٰہی ہونے کی تصدیق خود قرآن بھی کرتا ہے کہ:

''وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی o اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ''(۵)

ترجمہ: (آپ ﷺ خواہشِ نفس کی پیروی میں کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ ﷺ کی طرف کی جاتی ہے)

حدیث کا وحی ہونا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کی حفاظت بھی مطلوب تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کی حفاظت دونوں کے بنیادی فرق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ ہوئی ہے۔

بنیادی طور پر حفاظتِ حدیث کے دو ذرائع اختیار کیے گئے جو عہدِ نبوی ﷺ اور بعد کے مختلف ادوار میں جاری رہے۔ یہ ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حفظ اور ۲۔ کتابت

حفظِ حدیث

حفاظتِ حدیث کا پہلا ذریعہ حضورِ اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ کو حافظہ و یادداشت میں نقش کرنا ہے۔ صحابہ کرامؓ جو کچھ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے سنتے اُسے لفظ بہ لفظ یاد بھی رکھتے تھے۔ عربوں کا مثالی حافظہ اِس حوالے سے اور بھی لازوال ہو گیا۔ یہ دین کا لازمی تقاضا ٹھہرا کہ ارشاداتِ نبوی ﷺ کو پوری صحت کے ساتھ محفوظ رکھا جاتا تاکہ قیامت تک رہنے والے دین کی تعلیمات نسل در نسل آنے والی ہر قوم تک پہنچتی رہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ اپنے اصحابؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ:

''تسمعون، ویسمع منکم و یسمع من الذین یسمعون منکم''(۶)

ترجمہ: (تم مجھ سے سن رہے ہو، تم سے بھی سنا جائے گا اور جن لوگوں نے تم سے سنا ہے لوگ ان سے بھی سنیں گے)

حفاظتِ حدیث میں منہجِ نبویؐ

مشرف باسلام ہونے اور تعلیماتِ دین سے آگاہی حاصل کرنے والوں اور اس مقصد کے لیے باہر آنے والوں کے لیے یہ اہتمام کیا جاتا تھا کہ وہ معمولاتِ نبوی ﷺ کا بغور مشاہدہ کر سکیں تاکہ وہ یاد رکھ سکیں۔

سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ:

''ملک کے مختلف اطراف سے وقتاً فوقتاً وفود کے جو سلسلے دربارِ نبوت میں حاضر ہوا کرتے تھے عموماً ان کو ایسی جگہ ٹھہرایا جاتا تھا جہاں سے اس واقعہ کے معائنہ اور مشاہدہ کا ان کو کافی موقع مل سکتا ہو جس کے وہ مورخ بنائے جاتے تھے، پھر جو کچھ دکھانا مقصود

ہوتا وہ سنایا اور دکھایا جاتا تھا۔"(۷)

رسول اللہ ﷺ جو کچھ فرماتے اُسے یاد رکھنے کی بھی تلقین فرماتے۔اس سلسلے میں ذخیرۂ احادیث میں یہ حدیث ملتی ہے کہ:

"نضر اللّٰہ احراً سمع منا حدیثاً فحفظہ حتّٰی یبلغہ فرب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ"(۸)

ترجمہ:(اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو ہم سے حدیث سنتا ہے پھر اُسے یاد رکھتا ہے یہاں تک کہ اُسے آگے پہنچا دیتا ہے۔پس بہت سارے فقہ کے حاملین ایسے لوگوں تک فقہ کی بات پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہہ ہوتے ہیں)

صحابہ کرامؓ کو احادیث ازبر کرانے کے نکتہ نظر سے رسول اللہ ﷺ کے معمولات میں سے یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ ان کی یادداشت کو آزماتے بھی تھے۔تدوین حدیث کے مؤلف نے لکھا ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ جو کچھ صحابہؓ کو سناتے یا کر کے دکھاتے اس کے متعلق صرف یہ نہ حکم دیتے کہ تم بھی ان کو یاد رکھنا بلکہ اُس کی باضابطہ نگرانی فرماتے کہ اس حکم کی کس حد تک تعمیل کی جاتی ہے۔"(۹)

یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ایک صحابیؓ حضورِ اکرم ﷺ کی موجودگی میں نماز ادا کر رہے تھے۔انہوں نے نماز کے ارکان میں کوئی کمی نہیں کی البتہ عجلت سے کام لیا۔فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صل فانك لم تصل"(۱۰)

یعنی نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔انہوں نے نماز دہرائی مگر حضور ﷺ نے پھر وہی فرمایا۔صحابی نے پھر نماز پڑھی۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"صلوا کمارأ یتمونی اُصلی"(۱۱)

یعنی جیسے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو،اُس طرح نماز ادا کرو۔

سامع کے ذہن میں بات پختہ کرنے کے لیے حضورِ اکرم ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ ایک بات تین دفعہ فرمایا کرتے تھے۔صحیح بخاری میں روایت ملتی ہے کہ:

"انہٗ کان اذا تکلم بکلمۃٍ اعادھا معاثّلثاً"(۱۲)

صحابہ کرامؓ کا باہمی عملِ حفظ حدیث (مذاکرہ)

صحابہؓ جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ سے سنتے اُسے یاد بھی رکھتے تھے اور ایک دوسرے کو بھی سناتے تھے۔اِس وہ بات اُن کے ذہنوں میں اور بھی راسخ ہو جاتی،صحابہ کرامؓ کو اس معاملے میں بہت دلچسپی ہوتی تھی۔تدوینِ حدیث کے مؤلف بیان کرتے ہیں۔

"اور صرف یہی نہیں بلکہ قرآن حفظ کرنے والوں کا آموختہ جیسے سنایا جاتا ہے،صحابہ اور

تابعین ہی کے عہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے یاد کرنے والوں کا بھی آموختہ لوگ سنتے تھے۔''(۱۳)

مزید بیان کرتے ہیں کہ:

''محدثین کا کام حدیثوں کے متعلق صرف اساتذہ کے حلقوں ہی تک ختم نہیں ہوجاتا تھا بلکہ عام قاعدہ یہی تھا کہ ایام طلب کی مشغولیتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی اور یاد کی ہوئی حدیثوں کو اُسی طرح دہراتے تھے۔ جیسے قرآن کے حافظ حفظ سے فارغ ہونے کے بعد اس کا دور کرتے تھے۔ یاد کی ہوئی حدیثوں کے دور کا اصطلاحی نام ''مذاکرہ'' تھا۔''(۱۴)

مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حفظِ قرآن کی طرح بچوں کو حفظِ حدیث میں بھی لگایا جاتا تھا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں اس پر خصوصی توجہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے اپنے غلام عکرمہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی تھی جس کے نتیجے میں ان کا شمار عہدِ تابعین کے چند ممتاز ائمہ حدیث میں ہوتا تھا۔

سید مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ:

بعض لوگ اپنے بچوں کو حدیث حفظ کرنے کے لیے حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ ابنِ سیرینؒ بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جن کے والد نے بچپن ہی سے ان کو حضرت ابو ہریرہؓ کے سپرد کر دیا تھا۔''(۱۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ:

''**تذاکروا الحدیث فان حیاته مذاکرتهٗ**''(۱۶)

یعنی حدیث کو دہراتے رہو کیونکہ دہرانے میں ہی حدیث کی زندگی ہے۔ اِسی طرح کا قول حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی مروی ہے۔ سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ:

''حدیثوں کو بار بار دہرانا بھی حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے فرائض میں داخل تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ درس کے رفقاء باہم مل جل کر یاد کی ہوئی حدیثوں کا اعادہ کریں۔ ایک سے غلطی ہو تو دوسرا اس کی اصلاح کردے۔ باہمی مذاکرے کے اس طریقے کا صحابہؓ ہی کے زمانے میں رواج پڑ گیا تھا۔''(۱۷)

''**کنا نکون عند جابر بن عبداللّٰہ فیحدثنا فاذا خرجنا من عندہٖ تذاکرنا حدیثهٗ**''(۱۸)

ترجمہ: (ہم لوگ جابرؓ بن عبداللہ کے پاس ہوتے، ان سے حدیث سنتے، جب ان کے حلقۂ درس سے باہر آتے تو حدیثوں کو باہم مل کر دہراتے)

تلاشِ حدیث میں صحابہ کرامؓ کی مشقت وانکساری

احادیث کو تلاش کرنے کی راہ میں صحابہ کرامؓ نے جس قدر مشقت اٹھائی اور جس مستقل مزاجی

سے کام لیا اُس کی کوئی مثال نہیں۔ جب انہیں پتہ چلتا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے تو فوراً وہاں پہنچتے، خود تکلیف اٹھاتے مگر دوسرے کے آرام میں مخل ہوئے بغیر سماعتِ حدیث کے لیے گھر کے باہر اُس شخص کا انتظار کرتے۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک قول منقول ہے جس کا حفاظت وتدوینِ حدیث میں بڑا اہم کردار ہے۔

"كنتُ لآتِي الرَّجُلَ فِي الْحَدِيْثِ يبلغنِي اَنَّهٗ سمعَهٗ من رسولِ اللّٰه ﷺ فاجدهٗ قَائلاً فَاتَوَ سَّدُرِ ذآء ى على بابه تسفي الريح التراب علىٰ وجهِي حتّٰى يخرج فاذا خرج قال يا ابن رسول اللّٰه ﷺ مالك؟ فاقول بلغنى حديث عنك انك تحدثه عن رسول اللّٰه ﷺ فاحببت ان اسمعه منك فيقول هلا بعثت الّٰى حتّٰى اٰتيكَ فاقولُ اناا حق اِليكَ"[۱۹]

ترجمہ: (طلب حدیث میں کسی ایسے شخص کے پاس جاتا جن کے متعلق مجھے خبر ملتی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے اور میں انہیں اس حال میں پاتا کہ وہ دوپہر کے وقت آرام کررہے ہیں تو اپنی چادر کو تکیہ بنا کر ان کے دروازے پر پڑ جاتا۔ ہوائیں دھول اڑا اڑا کر میرے چہرے پر ڈالتیں مگر میں اُسی حال میں پڑا رہتا۔ یہاں تک کہ وہ باہر نکلتے اور کہتے کہ اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے! آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ میں کہتا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرتے ہو میں نے چاہا کہ وہ حدیث آپ سے سنوں۔ جواب میں وہ صاحب کہتے کہ اس کام کے لیے کسی کو بھیج دیا ہوتا۔ میں خود حاضر ہوتا۔ میں کہتا کہ آپ کے پاس حاضر ہونے کا حقدار میں ہوں)

حفظِ حدیث کے سلسلے میں صحابہؓ وتابعین کا مالی ایثار

صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ اشاعتِ دین کے کاموں میں بہت پیش پیش تھے۔ اپنے بچوں کو قرآن وحدیث حفظ کرانے پر اپنا کثیر مال خرچ کر دیا کرتے تھے۔ علم حدیث کے لیے مالی ایثار کرنے والوں میں بہت سے نام ملتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ اور دیگر صحابہؓ کے بارے میں ایسی مختلف روایات ملتی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے علاوہ تابعین بھی حفظِ حدیث کا ذوق وشوق اتنا ہی رکھتے تھے۔ بلکہ تابعین میں سے تو ایسے بھی تھے جو اپنے لاکھوں روپے حدیث کی حفاظت وتدوین پر خرچ کر دیتے تھے۔ ان میں عبداللہ بن مبارک کے مالی ایثار کے قصوں سے شاید ہی رجال کی کوئی کتاب خالی ہوگی۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بڑے محدث وفقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے تاجر بھی تھے۔ وہ سال کے تین حصے کرتے۔ ایک حصہ طلب حدیث میں، ایک حصہ یعنی چار ماہ جہاد میں اور چار ماہ تجارت میں صرف

کرتے۔تجارت سے جتنی آمدنی ہوتی وہ ساری انہی دومصارف پر خرچ کرتے تھے۔مگر زیادہ حصہ حدیث کی خدمت کرنے والوں پر صرف ہوتا تھا۔

صحابہؓ وتابعینؒ میں چند مشہور حفاظِ حدیث

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (عبدالرحمٰن) وفات ۵۹ ہجری

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وفات ۶۸ھ

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ وفات ۵۸ھ

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وفات ۷۳ھ

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ وفات ۷۸ھ

۶۔ حضرت انس بن مالکؓ وفات ۹۳ھ

۷۔ حضرت ابوسعید خدریؓ وفات ۷۴ھ

یہ وہ جلیل القدر صحابہؓ ہیں جن کو ہزار سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ان کے علاوہ:

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص وفات ۶۳ھ

۹۔ حضرت علیؓ وفات ۴۰ھ

۱۰۔ حضرت علیؓ وفات ۲۳ھ

ان کا شماران صحابہ میں ہوتا ہے جن کی روایات کی تعداد پانچ سواور ہزار کے درمیان ہے۔ان کے سوا اُس دور کے ان کبار تابعین کو بھی نہیں بھلایا جاسکتا جن کے سرفروشانہ اور پرخلوص کوششوں کی بدولت سنت کے خزانوں سے امتِ محمدیہؐ تاقیامت مالامال ہوتی رہے گی۔

ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ

۲۔ عروہ بن زبیرؒ

۳۔ صالح بن کیسانؒ

۴۔ امام زہریؒ

کتابتِ حدیث

حفاظتِ حدیث کے ذرائع میں دوسرا اہم ذریعہ کتابت یعنی احادیث مبارکہ کوضبطِ تحریر میں لانا ہے۔قرآنِ حکیم کی کتابت کی طرح کتابتِ حدیث کی تاریخ بھی بہت قدیم ہے اوراس کام کا آغاز بھی عہدنبویؐ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرنگرانی ہوچکا تھا۔تاہم یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ ابتدائی مرحلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کوحدیث لکھنے سے منع بھی فرمایا تھا۔

حکمِ ممانعت

کتابتِ حدیث کی ممانعت کے بارے میں صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہے۔

"عن ابی سعیدن الخدری ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لاتکتبوا عنی غیر القرآن و من کتب عنی غیر القرآن فلیمحہٗ و حدثوا عنی ولا حرج و من کذب علیّ متعمدًا فلیتبوا مقعدہٗ من النار"[۲۰]

ترجمہ: (حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے قرآن کے علاوہ نہ لکھواور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ لکھا ہو تو اسے مٹادے۔ مجھ حدیث بیان کرو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے جانتے بوجھتے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)

کتاب سے منع کرنے سے حفاظتِ حدیث کے سلسلے کو روکنا مقصود نہیں تھا جیسا کہ روایت کے دوسرے حصے سے صاف ظاہر ہے۔ یعنی حدیث کو زبانی یاد کرنے سے منع نہیں کیا گیا تھا اور ممانعت کتابت بھی ایک خاص مصلحت کے پیش نظر تھی جو بعد میں اجازت میں بدل گئی تھی اور کتابتِ حدیث کا کام باقاعدہ اہتمام کے ساتھ مرحلہ وار ہوتا رہا۔

ممانعتِ کتابت کی مصلحت

پیش نظر وسیع تر مصلحت یہ تھی کہ قرآن وحدیث کے الفاظ کے درمیان پائے جانے والے بنیادی فرق کو برقرار رکھا جاسکے۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر مذکورہ ممانعت والی حدیث پر اپنے تجزیے میں لکھتے ہیں:

"الفاظِ حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ قرآن کے ساتھ کسی بھی چیز کو ملا کر نہ لکھا جائے تاکہ خلط ملط نہ ہوجائے۔"[۲۱]

اِسی بات کی تائید میں "عظمتِ حدیث" کے مؤلف نے لکھا ہے کہ:

"آپ ﷺ کا یہ حکم وقتی اور عارضی تھا نہ کہ دائمی اور مستقل مصلحت یہ تھی کہ اگر ابتدائی دور دیں قرآن وسنت دونوں کے قلم بند کرنے کا رواج عام ہوگیا تو قرآن وحدیث کے مابین امتیاز نہ ہوسکے گا۔۔۔ کاتبوں کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ اس بناء پر قرآن سنت دونوں کی کتابت وترتیب کا اہتمام اس شکل دیں تقریباً ناممکن تھا کہ دونوں کے مابین پوری طرح امتیاز برقرار رکھا جاسکے۔ آپ ﷺ سے اِس حکیمانہ ارشاد سے ایک طرف قرآنِ حکیم کی امتیازی شان اپنی جگہ برقرار رہی اور دوسری طرف سنت کی ایک الگ حیثیت بھی واضح ہوگئی۔"[۲۲]

کتابتِ حدیث کی اجازت

ممانعت میں جو مصلحت مضمر تھی اُس کے پیش نظر جب صحابہ کرامؓ پر قرآن وحدیث کا فرق

واضح ہو چکا تو حدیث کی کتابت کی بھی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ ایسے بہت سے حوالے اور واقعات موجود ہیں جن سے عہد نبویؐ میں کتابت حدیث کا قوی ثبوت ملتا ہے اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کا رد سامنے آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ لکھا کرتا تھا۔ قریش کے بعض ذمہ دار لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھتے ہو۔ ممکن ہے بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں ہوتے ہیں اور بعض اوقات مزاح کی کیفیت میں۔ تم ہر بات کیوں لکھتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ ایسے کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سنو وہ لکھو۔

''فالذی نفسی بیدہ ماخرج منہ الابحق''(۲۳)

ترجمہ: (اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے سنتے وہ لکھ لیا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ڈیڑھ ہزار احادیث اس مجموعے میں لکھیں۔ یہ مجموعہ صحیفہ صادقہ کہلاتا ہے۔ اس مجموعے کی اپنی ایک تاریخ ہے۔(۲۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حافظے کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھ لیا کرو۔ اس وقت سے میں بھی لکھنے لگ گیا۔(۲۵)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''قیدوا العلم بالکتاب''(۲۶)

فتح مکہ کے موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا اُس وقت یمن سے آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک صحابیؓ ابو شاہ نے خواہش ظاہر کی کہ خطبہ ان کو لکھوا دیا جائے۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ:

''اُکتبوا لابی شاہ''(۲۷)

محاضراتِ حدیث کے مؤلف اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم وبیش، بعض روایات میں آتا ہے کہ ۱۰۴، اور بعض میں آتا ہے کہ ۱۰۵ تبلیغی خطوط مختلف حکمرانوں کے نام لکھے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد حدیث ہے تو ہر نامۂ مبارک بھی ایک حدیث ہے۔''(۲۸)

سیرت النبیؐ میں اِسی بات کی تائید ان الفاظ میں موجود ہے کہ:

''متعدد قبائل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ کے احکام بھیجے وہ تحریری تھے

اور کتب احادیث میں بعینہا منقول ہیں۔ اِسی طرح سلاطین کو دعوتِ اسلام کے جو پیغام بھیجے گئے وہ بھی تحریری تھے۔''(۲۹)

فنِ اسماء الرجال

حفاظتِ حدیث کے اہتمام کے ضمن میں فنِ اسماء الرجال بھی صرف اور صرف امتِ مسلمہ کا اعزاز ہے۔ اس منفرد فن کے تحت لاکھوں کی تعداد میں رواۃ کے علمی وفکری مقام معیارِ عدل وضبط اور مرتبہ تقویٰ وطہارت کے حوالے سے حالات وواقعات کی جانچ پڑتال کر کے ان کی درجہ بندی کر دی گئی۔ یہ فن اصل میں راویوں کے بارے میں جرح وتعدیل سے بحث کرتا ہے۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں:

''علم جرح وتعدیل وہ علم ہے کہ جس میں راویوں کی جرح اور ان کی تعدیل پر مخصوص الفاظ کے ساتھ بحث کی جائے اور الفاظ کے اس فرق کی بنیاد پر رواۃ کے مراتب کا تعین کیا جائے۔''(۳۰)

فنِ اسماء الرجال کا بنیادی مقصد احادیث نبویؐ کو پوری صحت کے ساتھ محفوظ کرنا تھا۔ اسی فن کے ذریعے حفاظتِ حدیث میں یہ حزم واحتیاط سامنے آئی کہ مختلف وجوہات کی بنا پر حدیث کے نام پر 'موضوعات'☆ کو صحیح اور مستند احادیث سے الگ کر دیا گیا۔ محدثین کرام کا یہ کام پوری دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے ہے۔

تراجم

قرآن وحدیث کا بنیادی مقصد انسان کی کردار سازی ہے جو ایمان وعمل کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ گویا اِس حوالے سے اولین تقاضائے شریعت قرآن وحدیث کا فہم وادراک حاصل کرنا ہے۔ کسی بات کا فہم اہل زبان لوگوں کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ مسئلہ اجنبی لوگوں کا ہوتا ہے جو کسی خاص زبان وادب اور اُس کے محاورے سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ترجمے کی اہمیت مسلمہ ہے۔ تاکہ اُن لوگوں تک کسی زبان کا فہم آسان ہو۔

چنانچہ عجم کی یہ ناگزیر ضرورت رہی کہ قرآن وحدیث کے اصل متون (Original texts) کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں میں ان کے تراجم بھی ہوں تاکہ عربی زبان ومحاورہ سے نابلد اور اجنبی لوگ بھی معانی ومطالب سے بخوبی آگاہ ہوسکیں۔ اس ضمن میں قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کے تراجم پر بھی شروع ہی سے توجہ دی گئی اور ذخیرۂ احادیث وقت کے ساتھ ساتھ مع ترجمہ محفوظ ہوتا رہا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو عبرانی زبان سیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی جس کا بالآخر مقصد ایک زبان کی دوسری زبان میں ترجمانی ہی تھا۔ اگرچہ ترجمے اور ترجمانی میں فنی سا فرق ہے تاہم دونوں لازم وملزوم بھی ہیں۔

☆ حدیث کے نام پر لوگوں کی گھڑی ہوئی (وضع کردہ) باتیں۔

صحابہ کرامؓ کے دوسری زبانیں سیکھنے کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ وہ عجمی اقوام کو ان کی زبانوں میں قرآن وحدیث کا معنی ومفہوم بتا سکیں آنے والے ادوار میں تراجم کا کام باقاعدہ ہوتا رہا۔ چنانچہ عباسی دور میں یہ کام باقاعدہ سرکاری سرپرستی میں شروع ہوا اور اس سلسلے میں ''بیت الحکمہ'' کے نام سے ایک شعبہ مخصوص کر دیا گیا جس میں مختلف ممالک سے علماء ومفکرین اور ماہرینِ فن کو بڑے اہتمام کے ساتھ دعوت دی جاتی، ان کے قیام وطعام کا انتظام کیا جاتا، ان کو سرکار کی طرف سے وظائف اور مشاہرے دیے جاتے۔ ان لوگوں کا کام مختلف علوم پر تحقیق اور مختلف زبانوں کے دیگر زبانوں میں تراجم کرنا تھا اور قرآن و حدیث کے تراجم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

یہ تراجم ہی کا کرشمہ ہے کہ قرآن وحدیث کی مختلف زبانوں میں تفاسیر اور شروحات لکھی جاتی رہیں اور نسل در نسل منتقل ہوتی رہیں اور دین کا فہم عام ہوتا رہا۔ ترجمہ تحقیق کے عمل میں اگرچہ ثانوی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کی بنیادی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ ترجمہ کے بغیر اصل ماخذ تک رسائی ممکن نہیں۔

اسلامی دینی ادب میں بالخصوص قرآن وحدیث کا مع ترجمہ نسل در نسل محفوظ اور منتقل ہونا بھی اس امت کا افتخار ہے۔ تراجم کے ذریعے عجم کے لیے اصل متونِ احادیث تک رسائی میں آسانی ہوئی اور فہم حدیث کو فروغ ملا گویا تراجم بھی حفاظتِ حدیث کا ذریعہ ثابت ہوئے۔

حوالہ جات

۱۔ النساء۴:۵۹

۲۔ النساء۴:۶۵

۳۔ الحشر۵۹:۷

۴۔ الحجر۹:۱۵

۵۔ النجم۵۳:۳۔۴

۶۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب فضل نشر العلم، حدیث نمبر۳۱۷۴

۷۔ گیلانی، مناظر احسن، سید، تدوینِ حدیث، المیز ان ناشران وتاجران کتب لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۵

۸۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب العلم، حدیث نمبر۳۶۶۰

۹۔ گیلانی، مناظر احسن، سید، تدوینِ حدیث، ص ۱۷

۱۰۔ مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، ریاض: مکتبۃ المعارف، باب الامر بتحسین الصلوۃ، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر ۱۰۸

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، ۱/۹۲

۱۳۔ گیلانی، مناظر احسن، سید، تدوینِ حدیث، ص ۸۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۸۵
۱۵۔ ایضاً، ص ۸۰۔۸۱
۱۶۔ الحاکم، مستدرک، حدیث نمبر ۲۹۷، ۱/۳۱۵
۱۷۔ گیلانی، مناظر احسن، سید، تدوینِ حدیث، ص ۸۲
۱۸۔ محمد بن سعد، طبقات ابنِ سعد، ۵/۴۸۱
۱۹۔ سنن دارمی، باب الرحلۃ فی طلب العلم، حدیث نمبر ۵۷۷، ۲/۱۲۳
۲۰۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الزھد، حدیث نمبر ۵۳۲۶، ۱۴/۲۹۱
۲۱۔ ظفر، عبدالرؤف، ڈاکٹر، پروفیسر، علوم الحدیث، نشریات، لاہور: ۲۰۰۶ء، ص ۵۸
۲۲۔ حسن، عبدالغفار، مولانا، عظمتِ حدیث، دارالعلم، اسلام آباد، طبع اول، ۱۹۸۹ء، ص ۴۶۔۴۷
۲۳۔ سنن دارمی، باب من رخّص فی کتابۃ، حدیث نمبر ۴۹۳، ۲/۳۳
۲۴۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ حدیث، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، اشاعت دوم، ۲۰۰۵ء، ص ۲۷۹
۲۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کیف تصرف اللقط، حدیث نمبر ۲۲۵
۲۶۔ ابنِ عبدالبر، جامع بیان العلم، حدیث نمبر ۲۹۶، ۱/۳۱۴
۲۷۔ سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، ریاض، مکتبہ المعارف، باب کتابت العلم، کتاب العلم، حدیث نمبر ۳۶۴۹
۲۸۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ حدیث، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، اشاعت دوم، ۲۰۰۵ء، ص ۲۷۲
۲۹۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، لاہور، ۱۹۹۱ء، ۱/۲۸
۳۰۔ قنوجی، صدیق بن حسن، نواب، ابجد العلوم، ۲/۲۱۱